تسدید

معاشرہ، جرائم اور نوجوان نسل

از قلم ــــ یاسمین سعید فیصل آباد

صنعتی انقلاب نے جہاں ہماری دنیا میں لاتعداد مسائل پیدا کئے وہاں سب سے اہم اور خطرناک مسئلہ مجرمانہ رجحانات کی ترقی ہے بدقسمتی سے نوجوانوں کے اندر بڑھتی ہوئی مجرمانہ سرگرمیوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے یہ ہمارے زمانہ کی ایک سماجی بیماری ہے جس نے معصوم انسانیت کو پریشان کر رکھا ہے ستم بالائے ستم کہ تہذیب و تمدن کے پہلو میں نوجوان مجرم پرورش پاتے ہیں نوجوانوں کی قانون شکنی اور مروجہ اخلاقی روایات کے خلاف باغیانہ رد عمل نے بڑے بڑے تعلیمی ماہرین اور مفکرین کو پریشان کر رکھا ہے۔

مزید براں اس صنعتی انقلاب نے گزشتہ تاریخی و سماجی روایات اور تہذیبی اقدار کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ باقی ماندہ تہذیبی اثرات بتدریج از خود مٹ رہے ہیں اور ان کی بجائے انسانی سماج نے ابھی تک کوئی اخلاقی یا روحانی نصب العین تیار نہیں کیا ہے گویا ایک بے چینی، انارکی اور بے اطمینانی کا ماحول پھیل رہا ہے جس پر حیوانیت، نفسانیت اور شیطانیت کا غلبہ ہے نام نہاد مہذب سوسائٹی اخلاقی بحران کا شکار ہے حتی کہ اقوام متحدہ کے انسانی چارٹر پر دستخط کرنے کے بعد بھی انسانیت اپنی اخلاقی اور نفسیاتی الجھنوں سے محفوظ نہیں رہ سکی۔ ورنہ اقوام متحدہ کا قیام اور اس کا انسانی چارٹر انسانی عقل و فرد کے عظیم ترین شاہکار کہلاتے ہیں نیز یونیورسٹی اور عدالتوں کے زیر سایہ تعلیم یافتہ نوجوان بدستور مجرمانہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں یہ اخلاقی ادارے ناکام ہو چکے ہیں۔

سب سے عظیم ترین المیہ تو یہ ہے کہ دو بڑی جنگوں نے انسانی قوانین کی دھجیاں فضائے آسمان میں بکھیر کر رکھ دیں ان کے بد اثرات نے ساری انسانیت کو متاثر کیا رفتہ رفتہ نوجوان نسل گزشتہ قدیم اخلاقی و تہذیبی روایات سے کٹنے لگی بلکہ ان روحانی اقدار کو ملیامیٹ اور پامال کر کے مجرمانہ طور پر باغی کہلانے میں فخر محسوس کرنے لگی۔ قانون کا احترام جاتا رہا۔ تشدد

ذہنیت نے پرورش پائی بزرگوں کا ادب ختم ہوا۔ انسانیت کا احترام گھٹ گیا۔ مکروہ اور ناپسندیدہ حرکات کا اعلانیہ ارتکاب ہونے لگا حرام کاری کا کاروبار وسیع تر ہو گیا نوجوانوں کی خرمستیوں میں اضافہ ہوا۔ نوجوان و کنواری لڑکیوں نے عصمت کے پردے اپنے ہاتھوں سے چاک کر دیے اور اپنے لمبے لمبے نوکدار پالش شدہ ناخنوں سے تہذیب انسانی کو کھرچنا شروع کر دیا۔

ان حالات کے تحت شریف شہریوں کی پریشانیوں کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے عموماً والدین اپنے بچوں کے بارے میں پرامید رہ کر خوش آئند توقعات رکھتے ہیں لیکن وہ قطعاً مایوس ہو چکے ہیں حتی کہ ماہرین تعلیم و مفکرین نے اپنی مایوسی کا اظہار کر دیا ہے خطرناک مجرموں کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سماجی حالات اور گھریلو ماحول کی ابتری کا شکار ہوئے وہ گھرانے جو خود غرض نفس پرستی، جھگڑوں اور باہمی عداوتوں میں مصروف رہتے ہوں یا جن گھرانوں میں طلاق، جھگڑا، اغواء، زنا، جنسی بے راہ روی، آوارگی، چوری و قتل کے واقعات کا ارتکاب کھلے عام ہوتا ہے یا جہاں عدم مساوات کا دور دورہ ہو۔ روزی کمانے والے مجروح ہو چکے ہوں یا مر گئے یا بے کاری کا شکار ہوں وہاں لازمی طور پر مجرمانہ حالات از خود پیدا ہو جاتے ہیں بداخلاقی، بدمزاجی، گالی گلوچ اور پاگل پن وغیرہ بدعادات عام اخلاقی فضا کو مکدر کر دیتی ہیں اور بالواسطہ طور پر مجرمانہ ذہنیت پرورش پاتی ہے جن گھرانوں میں کثرت سے شادیاں ہوتی رہیں یا جو اقتصادی بدحالی کا شکار ہوں، اخراجات کی بھرمار ہو لازمی طور پر وہاں مجرمانہ رجحانات بڑھتے ہیں جن گھرانوں میں بچوں کی مناسب تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام نہ ہو یا ہونہار بچوں کو زندگی میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے مواقع نہ حاصل ہوں یا جن تعلیم یافتہ نوجوانوں کو سماجی اور اقتصادی مشکلات نے گھیر لیا ہو یا جو نوجوان ہمیشہ پژمردہ، کمزور، پست ہمت اور افسردہ رہتے ہوں یعنی زندگی میں اعتدال نہ رہنے پائے تو لازمی طور پر خطرناک مجرمانہ رجحانات پیدا ہوتے ہیں اور بالآخر ایک خوفناک طوفان کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جس سے ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا ان کا مقدر ٹھہر جاتا ہے۔

سوسائٹی میں عدم مساوات ہیں سیاسی کش مکش اور نفسیاتی و تہذیب الجھنوں کا وجود اعتدال قائم نہیں رہنے دیتا ذاتی، بغض و عناد، بخل، جھوٹ، فریب، مکر، رعب داب، ناجائز

دباؤ، حق تلفی، ناانصافی، مظالم، بے ایمانی، ریاکاری، منافقت، تعصب، ہٹ دھرمی، کینہ پروری، طبقاتی تنازعات، نسل منافرت، گروہی تعصب، باہمی اختلافات، حسد، ذاتی دشمنی، بزدلی، اور جنسی آوارگی، وغیرہ سب اخلاقی کمزوریاں سماج کا اخلاقی توازن بگاڑ دیتی ہیں جب نوجوانوں کے پیش نظر کوئی اعلیٰ و محکم مثالی کردار کا نمونہ ہی موجود نہ ہو اور نہ ہی انہیں عملی اخلاقیات کی تربیت حاصل ہو تو لازمی طور پر مجرمانہ حرکات کا ارتکاب عام ہونے لگتا ہے۔

اقتصادی مشکلات و پریشانیاں عدم مساوات کے باعث بڑھتی ہیں جس سے عام متمدن زندگی میں توازن قائم نہیں رہتا۔ ایک طرف سوسائٹی کا مالدار طبقہ بے رحمانہ طور پر بے اندازہ دولت سے کھیلتا ہے اور انسانی شرافت کی مٹی پلید کرتا ہے قومی خیانت کا مرتکب ہوتا ہے فالتو دولت کی مدد سے اقتدار پر قابض ہو جاتا ہے زندگی کی تمام مراعات کو اپنے قبضہ میں لاتا ہے دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتا ہے۔ دوسروں کے غم میں شریک نہیں ہوتا۔ سوسائٹی کے مجلسی توازن کو بگاڑتا ہے۔ اجتماعی اخلاقی اور روحانی اقدار کو پامال کرتا ہے تو لازمی طور پر سماجی بے چینی اور عام بدحالی کی وبائیں پھوٹ نکلتی ہیں دولت مندوں کے پہلو بہ پہلو، بے کس، معذور، لاغر، غریب اپاہج، افراد زندگی کی ابتدائی ضرورتوں سے محروم رہتے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ایک عام فرد صبح و شام محنت کرنے کے باوجود مالی پریشانیوں سے رہائی حاصل نہیں کرسکتا۔ غریب تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے آگے بڑھنے اور مزید ترقی کرنے کے مواقع محدود کر دیئے گئے ہیں یا وہ مجلسی رقابت کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی خداداد صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں نااہل اشخاص دولت اور ناجائز دباؤ کے زیر اثر فوائد حاصل کرتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ مجرمانہ رجحانات بڑھ رہے ہیں لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری عام ہے اور ایک عام انارکی کی حالت پیدا ہو چکی ہے۔